ایصال ثواب کی حقیقت کیا ہے؟

ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے لیکن اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہ ہو تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے

ام عدنان قمر۔الخبر

گزشتہ سے پیوستہ

ریل گاڑی یا ہوائی یا بحری جہاز پر روانہ ہونے کے وقت اولیا اللہ کے لئے کچھ لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں تاکہ وہ سفر میں مسافر کی حفاظت کریں حالانکہ یہ کھلی ہوئی جہالت بلکہ ضلالت اور شرک ہے۔ مسلمانو! جب بھی سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو، جب مدد مانگو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور اس بات پر یقین رکھو کہ اگر ساری امت متحد ہو جائے کہ تم کو ذرا بھی فائدہ پہنچائے تو جتنا اللہ تعالیٰ نے فائدہ پہنچانا مقرر کیا ہے، اس سے کچھ بھی زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر سب لوگ مل کر چاہیں کہ تم کو ذرا بھی نقصان پہنچا دیں تو جتنا اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے اس سے زیادہ نہیں پہنچا سکتے۔

سفر سے پہلے مشروع طریقہ یہ ہے کہ سفر کے لئے نکلتے وقت خود کو اور اولاد و مال کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے اور غیر اللہ سے مدد و حفاظت کی ہرگز درخواست نہ کی جائے کیونکہ نفع و نقصان پہنچانا صرف مالک ارض و سما ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس قسم کے تمام شکوک و شبہات کا ازالہ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ یونس آیت 49 میں فرما دیا ہے، اپنے اشرف مخلوق نبی اکرم ﷺ سے کہلوا دیا ہے:

"(اے پیغمبر ﷺ) کہہ دے میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا تو مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔"

اسی سورت کی آیت 107 میں ارشاد الٰہی ہے:

"اور اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی پھیر دینے والا (روکنے والا) نہیں۔"

ان قرآنی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث کی رو سے جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کے نفع و نقصان کا مالک نہیں اور نہ کوئی کسی کی قسمت سنوار سکتا ہے اور نہ بگاڑ سکتا ہے تو پھر ایسی بدعت کا فائدہ کیا ہے؟ مروجہ "الفاتحہ" بے اصل اور من گھڑت ہے۔ اس کی نہیں کوئی بنیاد نہیں، یعنی بے بنیاد بدعتوں میں سے ایک بدعت یہ بھی ہے۔

اسی طرح قرآن کے تعویذ بنا کر اس کا کچھ حصہ کاٹ کر نظر بد سے بچنے کے لئے بچوں یا بڑوں کے بازو یا گلے میں لٹکانا یا موٹر کار اور دکانوں پر لٹکانا بھی بدعت ہے۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ نظر بد سے بچنے کے لئے صبح و شام کے وقت مسنون اذکار پڑھیں اور سوتے وقت آیت الکرسی اور سورۃ البقرہ کی آخری 2 آیات اور تیسوں پارے کی آخر 2 سورتیں جنہیں معوذتین کہا جاتا ہے یا احادیث میں نظر بد کی جو دعائیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، ان کو پڑھا جائے تو ان شاء اللہ آپ ہر قسم کے شر سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوں گے۔

قبور پر نذر و ذبیحہ اور ختم قرآن کی بدعت:

قبروں پر مردوں کی برسی کے دن ختم قرآن کرانا اور جانور ذبح کر کے قرآن خوانی اور برسی کی تقریب میں شریک ہونے والوں کو کھانا کھلانا اور قبر پر نقد روپے پیسے کی شکل میں نذر پیش کرنا اور ان سب اعمال کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ صاحب قبر ان چیزوں سے خوش ہو کر ہمیں فائدہ پہنچائیں گے اور ہمیں نقصان سے بچائیں گے اور یہ کہ صاحب قبر ہماری نذر قبول کرتے ہیں، ہرگز ایسا نہیں، یہ بہت بڑی بدعت بلکہ شرک ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ایسے شخص پر نبی رحمت ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور کہا ہے:

"جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا وہ ملعون ہے۔"

یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں گیا اور دوسرا ایک مکھی کے سبب جہنم میں گیا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ایک امت میں 2 لوگ سفر کرتے ہوئے ایک استھان (مزار) کے پاس سے گزرے جہاں ایک بت تھا۔ مجاورین نے دونوں کو کچھ نذر پیش کرنے کی تاکید کی اور دھمکی دی کہ یہاں سے گزرنے کے لئے کچھ بھی پیش کرنا ضروری ہے، چاہے ایک مکھی ہی سہی، ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔ ایک شخص نے ڈر کے مارے ایک مکھی بت کی بھینٹ چڑھا دی، جس کے سبب وہ جہنم میں گیا۔ دوسرے نے مکھی بھی نذر کرنے سے انکار کیا تو اسے شہید کر دیا گیا جس کے سبب وہ جنت میں داخل ہوا۔"

کہنے کو تو یہ معمولی سی مکھی ہے، چھوٹی اور حقیر مخلوق ہے، کھانے پینے والی اشیا میں گر جائے تو ہم اسے کھاتے پیتے نہیں لیکن اس کی وجہ سے ایک آدمی جہنم میں کیوں گیا؟ کیا وجہ تھی؟ وہ اس لئے کہ اس کا پیدا کرنے والا خالق و مالک جو ہے اس کی طرف سے اجازت نہیں کہ مکھی کو بھی اس کے علاوہ کسی اور کے نام نذر کر دیا جائے اور یہی فعل اس کا اس کے رب کو پسند نہیں آیا اور یہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو گیا۔

نذر ایک عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے لئے شرک ہے اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ رب العزت کے لئے ہے۔ اس صریح بہت سی بدعات ہیں جنہیں لوگ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے تمام بدعتوں پر سزا ہی کا حکم لگایا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ عام بدعتیں جن کا تعلق عوام و عبادات سے ہے، یہ خلفائے راشدینؓ کے آخری دور خلافت میں رونما ہو گئیں، جیسے نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے، وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے تو تم لوگ میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس پر جمے رہو۔"

کتاب و سنت پر مضبوطی سے جمے رہنے ہی میں بدعت و گمراہی میں پڑنے سے نجات ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں اور بائیں چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ بہت سارے راستے ہیں اور ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان ہے جو اپنی جانب بلا رہا ہے، پھر آپ ﷺ نے سورہ الانعام (آیت 153) کی تلاوت فرمائی:

"اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور دوسرے راستوں پر نہ چلنا کہ (ایسی پر چل کر) اللہ کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے، ان باتوں کا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔"

بخاری شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔"

سورت آل عمران، آیت 31 میں ارشاد الٰہی ہے:

"(اے پیغمبر ﷺ لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو یعنی محبت الٰہی کے طلب گار ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا (یعنی محبت کرے گا) اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اللہ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے۔

اس آیت کریمہ نے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر نہ ہو تو وہ اپنے حب الٰہی کے دعوے میں اس وقت تک جھوٹا ہے جب تک وہ اپنے تمام اقوال و افعال اور احوال میں شریعت محمد یہ اور دین نبوی کی پیروی نہ کرے، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں ہمارا امر نہیں تو وہ مردود ہے۔"

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے میرے نبی (ﷺ) لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

یعنی تمہیں تمہاری طلب سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا، وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی برکت سے تمہیں یہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ سنت رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے والوں سے خوش ہو کر اللہ انہیں وہ جنت دے گا جو قرآن پاک کے کئی مقامات پر مذکور ہے۔ مثلاً سورۃ النساء، آیت 13 میں فرمان الٰہی ہے:

"یہ (تمام احکام) اللہ کی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے لئے بڑی کامیابی ہے۔"

جب آدمی اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو مانے، پھر اس کے مطابق اخلاق اور عمل کی خوبیاں اپنے اندر پیدا کر لے، تب وہ فلاح سے ہم کنار ہو گا اور یہ چیز ایمان اور عمل صالح کے بغیر نہیں ہوتی۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی ایسی جنتوں میں داخل کرے تو پھر ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حدیں نہ توڑیں، اللہ نے ہمیں جس چیز کا حکم دیا ہے، اس کو اپنا معمول زندگی بنالیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا خیال رکھیں کیونکہ سنت نبویؐ کی مخالفت کرنے والوں کو جہنم کی سزا سناتے ہوئے سورۃ النساء، آیت 115 میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

امیری امت کے تمام افراد جنت میں جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! دخول جنت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (دخول جنت سے) انکار کیا۔

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے تتبع سنت کے ابرو ثواب اور مقام و مرتبے کا پتہ دینے کے لئے ایک مثال دیتے ہوئے فرمایا: "میری مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس آگ کے اردگرد روشنی ہوئی تو پروانوں اور کیڑوں نے جو آگ میں گرتے ہیں، اس آگ میں گرنا شروع کر دیا، وہ آدمی ان پروانوں کو اس آگ میں گرنے سے روکتا ہے لیکن وہ زبردستی اس آگ میں گر جاتے ہیں، ایسے ہی میں بھی تمہیں نار جہنم سے پکڑ پکڑ کر روکتا ہوں مگر تم زبردستی اس آگ میں گرتے جاتے ہو، میری اور تمہاری یہی مثال ہے۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات نار جہنم سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہیں، جو انہیں اپنا لے گا، وہ بچ جائے گا اور جسے انکار ہے، وہ جہنم کا سامان بن جائے گا۔ جس جو بھی کتاب و سنت سے روگردانی کرے گا تو اسے گمراہ کن راستے اور نئی نئی بدعتیں اپنی جانب کھینچ لیں گی۔

اپنے مسافر دنیا کی زندگی میں نہ خود جاہ، اللہ سے غلط امیدیں نہ باندھ۔ حق کے چند سانس تیرے پاس ہیں۔ جس طرح دنیا کیلئے محنت کرتا ہے، اس سے کہیں بڑھ کر آخرت کے لئے تیاری کر۔ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ اگر ہم سے جانے انجانے میں کوئی غلطی ہو گئی ہے تو ہم اللہ سے توبہ کریں۔ ہمارے خالق و مالک نے ہمیں توبہ کرنے کا بہترین سلیقہ بھی سکھا دیا ہے جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ذریعہ نجات بن گیا۔ یہ سلیقہ یہ تعلیمات کیا ہیں جن سے توبہ قبول ہوتی ہے؟ وہ تعلیمات وہی ہیں جن سے ہم سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ آج ہمارے لئے بھی وہی الفاظ اور وہی دعا قرآن کریم سورۃ الاعراف 23 میں موجود ہے:

"اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم خسارہ کھانے والوں سے ہو جائیں گے۔"

یعنی اے اللہ! تو ہماری مغفرت نہ کرے گا تو ہم واقعی نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور پھر اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو سچے دل سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، صحیح دین کا شعور عطا کرے، بدعت و منکرات سے محفوظ رکھے اور اتباع سنت کی توفیق دے کیونکہ سرور کائنات ﷺ کے قول و عمل اور تقریر کا نام ہی سنت ہے۔ جو مسلمان آپ ﷺ کی صحیح اور ثابت شدہ سنت کے مطابق زندگی گزار رہا ہو، وہی اہل سنت ہے، وہی اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار بھی ہے اور وہ ہی اللہ کی رحمت سے جنت الفردوس کا مستحق ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے فتنوں اور ہر بدعت و گمراہی سے محفوظ رکھے اور ہم سب کا خاتمہ دین اسلام اور ایمان کی حالت میں بالخیر کرے، آمین۔

غلط فہمیاں

عارف عزیز۔ بھوپال

اسلام کی حقانیت عصر حاضر سے مطابقت اور موزونیت کا اکثر لوگ اعتراف کرتے ہیں۔ اسلامی فلسفہ کو انسانی زندگی میں ڈھالنے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت کا بھی بعض حلقوں کی طرف سے اظہار ہوتا ہے اور اس حقیقت کو مانا جاتا ہے کہ ہندوستان کی تہذیبی و ثقافتی ترقی میں جتنا اسلام نے حصہ لیا ہے اتنا کسی دوسرے بیرونی مذہب کا نہیں مگر اسلام سے اس عقیدت و محبت کے اظہار کے باوجود ملک میں کور چشموں کا ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو اسلام کو بدیسی مذہب قرار دیکر اس کے ماننے والے مسلمانوں کو دیس سے نکال دینے کی باتیں کرتا ہے۔ اس طبقہ کے نزدیک اسلام نے اپنی عورتوں کو لونڈیوں کا درجہ دے رکھا ہے اور اس کے ماننے والے سب کچھ ہو سکتے ہیں مگر ملک کے وفادار نہیں حالانکہ قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کا جنہوں نے مطالعہ کیا ہے وہ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اسلام میں وطن کی محبت جزو ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ اپنے وطن سے محبت اور ملکی قوانین کا احترام شریعت کی رو سے ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اسی طرح اسلام پہلا مذہب ہے جس نے عورت کو برابر کا درجہ و مرتبہ دیا ہے، اس کے حقوق کی ادائیگی پر مذہب میں زبردست زور دیا گیا ہے یہاں تک کہ ماں کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی گئی ہے جس سے بڑھ کر ایک عورت کی اور کیا عزت ہو سکتی ہے۔

آج کے دور میں جبکہ ذرائع ابلاغ کی زبردست ترقی اور توسیع ہو چکی ہے پھر بھی مختلف فرقوں کے افراد کے درمیان ابلاغ کا خلاء بڑھتا جا رہا ہے، خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں غلط فہمیاں کچھ تو ہماری اسلام سے دوری کے باعث اور کچھ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے مطابق بڑھتی جا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ اب اس دوری نے کدورت کا درجہ لے لیا ہے جس کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے دین و مذہب کی بنیادی باتیں دوسروں تک پہنچائیں اور خود بھی اسلامی اخلاق کا روشن نمونہ پیش کریں۔ اگر ایسا نہیں کیا جائیگا تو معلومات کا فقدان یا عام مسلمانوں کے ناروا حالات کو دیکھ کر برادران وطن میں غلط فہمیاں پیدا ہونا لازمی ہے۔

اس سلسلہ میں دین کی تبلیغ و اشاعت کا جہاں کام ہو رہا ہے اس میں مدد بہم پہنچائی جائے اور کوشش یہ ہو کہ اول تو مسلمان خود اچھے، باکردار، باخلاق انسان بنیں، دوسرے ان کے بارے میں جو غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں ان کا سدباب ہو، خاص طور سے عالم عرب میں مسلم عورتوں کو سماج میں عزت و احترام کا جو درجہ ملا ہے اس کو واضح کیا جائے کیونکہ وہاں عورتوں کا مہر زیادہ سے زیادہ ادا کرنے کا رواج ہے اور یہی عورت کا سماجی اثاثہ ہوتا ہے جو ہر نکاح سے پہلے ادا کر دیا جاتا ہے اور ہونے والے شوہر کے سرمایہ سے عورت کو جہیز فراہم ہوتا ہے۔ اس کے رہتے بسنے کا ٹھکانہ کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کی طرح دلہن سسرال بیوہ کر نہیں جاتی، نہ ساس سسر کا جھمیلا ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے جہاں اس پہلے گھر کا کام کاج کرنا بھی لازم نہیں، اگر وہ کھانا وغیرہ پکا دے تو یہ اس کی مہربانی ہے۔

اسی طرح عورت کو طلاق ہو جائے یا وہ بیوہ ہو جائے تو ہندوستان کی طرح معاشرہ میں اس کی حیثیت کم نہیں ہوتی لہذا وہاں طلاق اور بیوگی کوئی بڑا مسئلہ نہیں، نہ جہیز کیلئے کوئی لڑکی جلائی جاتی ہے، نہ کسی بیوہ کو شوہر کی چتا پر قربان ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جب تک اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں صحیح معلومات دوسروں تک نہیں پہنچائی جائیں گی اغیار کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک نہیں ہوگا اور جب تک مسلمان اسلام کا سچا نمونہ نہ بنیں گے دشمنوں کے پروپیگنڈہ کا کارگر مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جلسوں، سمیناروں اور ورکشاپ کے ذریعہ ایسے موضوعات پر گفتگو کی جائے جو اسلام کی حقانیت، رواداری اور وطن سے محبت ثابت کرتے ہوں اور مسلمان بھی خود کو اس کا نمونہ بن کر دکھائیں ورنہ گلے شکوے اور رونے دھونے سے کام چلنے والا نہیں۔